برصغیر کی روحانی اور علمی شخصیت کے تعارف پر مبنی مضمون

حضرت شاہ فقیر اللہ علویؒ

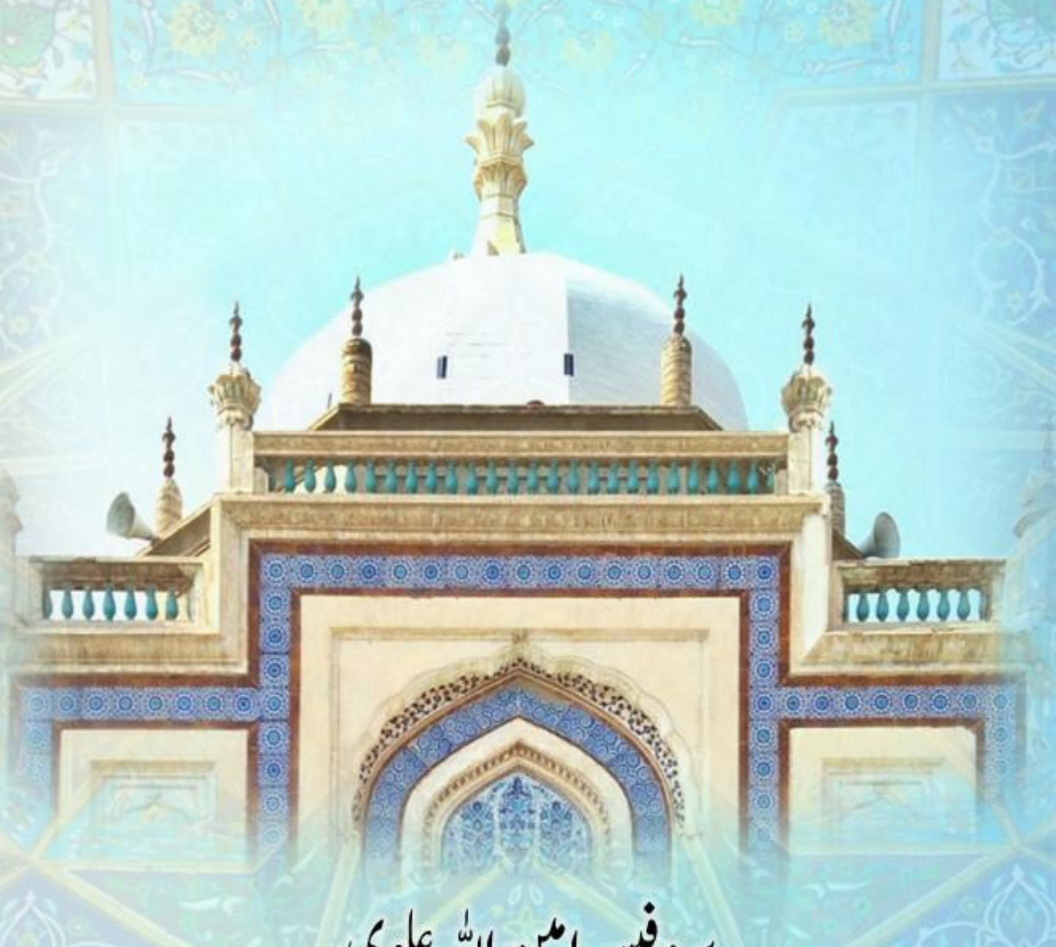

پروفیسر امین اللہ علوی

حضرت شاہ فقیر اللہ علویؒ

پروفیسر امین اللہ علوی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب کا نام: حضرت شاہ فقیر اللہ علویؒ
تالیف: پروفیسر امین اللہ علویؒ (وفات: 2016ء)
اشاعت: اوّل، دسمبر ۲۰۲۳ء
صفحات: 24
قیمت: 100 روپے

حضرت شاہ فقیر اللہ علوي
978-969-7936-19-9

گوشۂ تحقیقاتِ اسلامی
GTIslami

بسم الله الرحمن الرحيم

ألا إن أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون

فہرستِ مضامین

1. عرضِ ناشر 7
2. حضرت شاہ فقیر اللہ علویؒ 8
3. ولادت اور خاندانی سلسلہ 8
4. تعلیم و تربیت 8
5. اسفارِ حرمین اور شکارپور آمد 9
6. سلاسل تصوف میں اجازت 9
7. حلقہ ارادت اور حکمرانوں سے روابط 10
8. حکمرانوں کو تلقین اور دعوت حق 10
9. میر نصیر خان کو دعا اور نصیحت 13
10. رسول اللہ ﷺ سے محبت اور موئے مبارک کی برکات 14
11. اہل علم سے روابط 16
12. آپ کے تلامذہ 16
13. طریقت میں کمال 16
14. آپ کی اولاد 17
15. وصال اور مدفن 17
16. آپ کی تصنیفی خدمات 18
17. حوالہ جات 23

عرضِ ناشر

خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کے اہل علم اور اہل نظر ہر زمانے میں معاشرے کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ روحانی نشو نما کی ذمہ داریاں بخوبی سر انجام دیتے رہے ہیں۔ ان شخصیات میں سے حضرت شاہ فقیر اللہ علویؒ ایک نمایاں نام ہے۔ آپ نے معاشرے کی تربیت کے علمی اور روحانی دونوں پہلوؤں پر اپنی توجہ مرکوز رکھی۔ آپ کی زندگی کے متعلق تعارفی پہلوؤں پر مشتمل ایک مختصر مگر جامع مضمون سی اینڈ ایس کالج، شکارپور سندھ کے علمی مجلہ "نخلستان" سے سن 2002-2003ء میں شایع ہوا۔ شکارپور کے علوی خاندان کے متعلق وسیع مطالعہ رکھنے والے نامور محقق پروفیسر امین اللہ علوی کا تحریر کردہ یہ مضمون مفقود ہوتا جارہا تھا، لہٰذا گوشۂ تحقیقات اسلامی نے اس خدشے کے پیشِ نظر علوی خاندان کے ہی ذمہ دار افراد میں سے میاں الٰہی بخش علوی حفظہ اللہ کے حکم اور اجازت سے اس کی اشاعتِ جدیدہ کی خدمت سر انجام دینے کی ادنیٰ سعی کی۔ اس امید کے ساتھ کہ یہ مضمون اہل اللہ کے اعلیٰ اخلاقی اصولوں اور ان کی تعلیمات پر راہ نمائی کرنے اور ان سے حقیقی طور پر مستفیض ہونے میں مدد و معاون ثابت ہو گا۔ آمین!

ڈائریکٹر

گوشۂ تحقیقاتِ اسلامی

1 دسمبر 2023ء

حضرت شاہ فقیر اللہ علویؒ

شکارپور کی سرزمین ایسی سرسبز، شاداب اور مَردم خیز ہے کہ اس کی دل پذیر اور پیاری خوشبو نے اپنے اور بیرونی حضرات کو اپنا بنالیا۔ یہ شہر کتنی ہی برگزیدہ ہستیوں، علماء و فضلاء، صوفیاء کرام و بزرگانِ دین، شعراء و ادباء کا مدفن ہے۔ جن کے فیوضات اور سُخَنوَری سے آج بھی نہ صرف سندھ بلکہ پورا پاکستان معمور ہے۔

ولادت اور خاندانی سلسلہ

شکارپور کی ایک برگزیدہ علمی اہم شخصیت حضرت شاہ فقیر اللہ علویؒ کی ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت بقول عبد الحئیؒ افغانی تقریباً سن 1100ھ ہے (۱)۔ آپ نے اپنے پیدا ہونے کی جگہ روتاس اور وطن حصارک اور جلال آباد لکھا ہے (۲)۔ آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت علیؓ کے فرزند محمد بن حنفیہؒ سے ملتا ہے۔ اسی لیے خود کو حنفی، ہاشمی قریشی اور علوی لکھتے ہیں (۳)۔

تعلیم و تربیت

ظاہری تعلیم اپنے والد بزرگوار اور حضرت محمد صادق دیندارؒ سے حاصل کی، جو کہ ننگرھار کے حصارک علائقہ کے بڑے عالم تھے (۴)۔ ابھی گیارہ یا بارہ سال کے تھے، کہ آپ کے والد بزرگوار اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ اس کے بعد

آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو پشاور کے ایک دینی مدرسے میں حصول علم کے لیے بٹھایا۔ ۲۱ سال کی عمر میں حضرت محمد مسعود پشاوریؒ (وفات ۱۱۳۴ھ) کے یہاں باطنی تعلیم کے حصول کے لئے حاضر ہوئے۔ ۹ سال لگاتار محنت کے بعد آپ کے مرشد نے آپ کو خلافت کا خرقہ پہنا کر رخصت کیا۔ بعد میں آپ نے اپنے مرشد کے پیر طریقت حضرت محمد سعید لاہوریؒ (وفات ۱۱۶۲ھ) سے بھی باطنی علم میں ۱۳ سال استفادہ کیا۔ (۵)۔

اسفارِ حرمین اور شکارپور آمد

آپ کی کافی عمر حرمین شریفین کے سفر میں صرف ہوئی۔ ۱۱۵۰ ہجری سال میں شکارپور آئے اور یہاں پر اپنی خانقاہ قائم کی۔ جو آگے چل کر وسطی ایشیا کا بڑا روحانی مرکز بنی (۶)۔

سلاسل تصوف میں اجازت

حرمین شریفین میں انہوں نے شیخ عبد القادر مفتی مکیؒ (وفات ۱۱۳۸ھ)، مخدوم محمد حیات سندھیؒ (وفات ۱۱۶۳ھ) محمد عمر مکیؒ اور طیب خطیب ابن عمر ناشری شافعیؒ سے تفسیر حدیث، سلوک، اوراد وظائف اور تصوف کی مختلف شاخوں کی اجازت حاصل کی۔ (۷) بعد میں سندھ کے بڑے بزرگ مخدوم محمد

ہاشم ٹھٹویؒ (۱۱۰۶ھ - ۱۱۷۶ھ) سے بھی ان سارے علوم وفنون میں اجازت حاصل کی۔

حلقہ ارادت اور حکمرانوں سے روابط

حاجی (فقیر اللہ علویؒ) صاحب سے سندھ، بلوچستان کے حکمرانوں کی ارادتمندانہ عقیدت تھی۔ (۸) میر علی شیر قانعؒ "معیار سالکان طریقت" میں لکھتے ہیں:

> "حاجی شاہ فقیر اللہ نقشبندی، جو کہ شیخ محمد سعید بنوری لاہوری کے مرید ہیں، شکار پور میں اپنے زمانہ کے ایک عجیب صاحبِ فیض اور مہمان نواز گذرے ہیں۔ احمد شاہ افغانی اور ان کے فرزند اور افغانی امراء ان کے بہت ارادتمند ہیں"۔ (۹)

اس وقت کے حکمرانوں میں افغانستان کے احمد شاہ ابدالی، ان کی اولاد اور وزیر، والی قلات میر نصیر خان بروہی، سندھ کے کلہوڑا خاندان میں میاں نور محمد اور ان کا پوتا سرفراز خان کی حاجی صاحب سے بہت زیادہ عقیدت تھی۔

حکمرانوں کو تلقین اور دعوت حق

مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی سے پتہ چلتا ہے کہ حاجی صاحب نے ان حکمرانوں کو خدا ترسی، اخلاق، رعایا کی دیکھ بھال اور عرفان کی تلقین کی ہے۔ مکتوبات میں احمد شاہ ابدالی (وفات ۱۱۸۶ھ) کو ۴ خطوط، ان کے وزیر اعلیٰ ولی خان کو ۲ خطوط، ولی

عہد شہزادہ سلیمان کو ۴ خطوط، نصیر خان بروہی کو ۲ خطوط، محبت خان کو ۲ خطوط اور سندھ کے حکمران سرفراز کو ۲ خطوط اور ٹھٹہ کے گورنروں میں شیخ شکر اللہ اور غلام محمد کی طرف ایک خط لکھا ہوا موجود ہے۔

> "مرہٹوں کے خطرے سے نجات دلانے کے لئے احمد شاہ ابدالی نے شاہ فقیر اللہ اور شاہ ولی اللہ کی آمادگی سے اُن سے جہاد کا عزم کیا تو شاہ فقیر اللہ علوی نے ہی ابدالی کو اس مقصد کے لئے سندھ کے حاکموں اور نصیر خان بروہی (وفات ۱۲۰۸ھ) سے لشکر لے کر دینے میں مدد کی"۔ (۱۰)

میر علی شیر قانع- تحفۃ الکرام" میں رقم طراز ہیں کہ

> " عام و خاص آدمی کافی عرصہ سے فیض حاصل کرنے کے لئے آپ کے پاس رجوع کرتے چلے آتے ہیں۔ ظاہری و باطنی تعلیم کو انتہا تک پہنچادیا ہے ۔ اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ یہ بزرگ صاحب حال اور بڑی فضیلت کے مالک ہیں۔ وہاں کے حکمران ان کے نہایت ارادتمند ہیں اور ان کی مریدی میں شامل ہیں۔ اُن کے بادشاہوں کے ساتھ بھی مراسم ہیں۔ امر و نہی کے لئے کافی کوشش کرتے ہیں۔ خلق خدا کا ان کے پاس ازدہام رہتا ہے"۔ (۱۱)

اس تبصرہ سے شاہ فقیر اللہ علویؒ کی پوری شخصیت واضح ہوتی ہے۔

میر نصیر خان بروہی نے ۱۱۷۸ھ میں جب احمد شاہ ابدالی سے مل کر سکھوں کے خلاف جہاد کیا۔ تب وہ شکارپور سے ہوتا ہوا دریا کے راستے لاہور گیا۔ شکارپور

میں اُس نے حاجی فقیر اللہ شاہ علویؒ سے ملاقات کی، اس کے ساتھ نور محمد گنجابی بھی تھا۔ جس کا ذکر انہوں نے اپنی مثنوی نما "جنگ نامہ" میں کیا ہے۔

> "جب نصیر خان شکار پور پہنچے تو انہوں نے معلوم کر لیا کہ خدا کے عارفوں میں سے یہاں کوئی موجود ہے جس نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا ہو اور خواہشات سے دور ہو۔ لوگوں نے بتایا ہاں، یہاں ایک خدا کا ولی موجود ہے جو حرص و ہوس اور نفس کا دشمن ہے اور فلک نے بھی ان جیسا پاکباز اس شہر میں نہیں دیکھا۔ ان کے وعظ میں گوہر افشانی ہے جو دل میں گھر کر لیتی ہے۔ رحمت حق کا سایہ اُن کے اوپر ہے۔ بادشاہ اور اس کا تخت ان کے نزدیک ایک ادنیٰ مرتبہ کی چیز ہے۔ حق سے واصل اور صاحب عقل ہے۔ نیکی پر عمل کرتے ہیں۔ اُن کا دل نور الٰہی سے منور ہے۔ اور مخفی اسرار سے پُر ہے۔ ان کی زبان پر حق کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ وہ ہمیشہ رکوع اور سجود میں ہوتے ہیں۔ اُن کی فکر قیام و قعود سے وابستہ ہے۔ ان کا جسم اور روح عرش کے باغ کے پرندے ہیں۔ ان کا ظاہر شریعت کا مظہر اور باطن طریقت کے راستے پر ہے"۔

یہ سن کر سخی مرد (میر نصیر خان) خدا کے ولی کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ اُن کے دیدار سے اپنی آنکھیں منور کیں اور اُن سے دُعا طلب کی۔ جیسا سنا ویسا ہی اُن کو پایا۔ اُس کا یقین اور بڑھ گیا کہ اس ولی کا دروازہ مرجع خلائق تھا۔ اور ان کا

قلب مخفی رازوں کا خزانہ اور مدفن تھا۔ مختصر یہ کہ دنیا میں وہ دوسرے اویس قرنی تھے۔

میر نصیر خان کو دعا اور نصیحت

اس زاہد (حاجی فقیر اللہ شاہ علویؒ) نے میر نصیر خان کو دعا کرتے ہوئے نصیحت فرمائی کہ:

> " خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔ اگر تمہیں دین کی طلب ہے تو دنیا سے منہ موڑ کیونکہ دنیا کی تمنا اور دین کی طلب یکجا نہیں ہو سکتی، ایک دل میں دو یار نہیں رہ سکتے۔ ایک تیر سے دو شکار نہیں ہو سکتے۔ اخلاص سے اہل کرم کی عادت اختیار کر۔ دوسروں کے عیوب سے واقف ہو کر ان کے عیب ظاہر نہ کر کیونکہ تو بھی بشر ہے اور دوسرے بھی بشر ہیں۔ اور لفظ بشر میں زیادہ حروف شر ہیں۔ لوگوں کی خطاؤں پر نظر نہ کر۔ اگر بعد میں کوئی تم سے مد مقابل ہو گا تو اُس کو حسرت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ اور پشیمان ہو گا۔ اور اتنے بھی بردبار نہ بنو کہ تمہارے رعب اور احکام کی تعمیل میں کمی آجائے۔ اور نہ اتنا غصہ کرو کہ وہ تمہارے عقل پر غالب آجائے۔ فہم و فراست کو حاصل کر اور مخلوق خدا کی نگہبانی کرتے ہوئے اپنے رب سے ڈر۔ "

(میر نصیر خان) نے جب یہ باتیں سنیں تو اپنے عمل پر خاموشی اختیار کی۔ اور جو کچھ انہوں نے فرمایا وہ قبول کیا۔ پھر ان بزرگ عارف باللہ نے انکو دعا کی۔ (۱۲)

رسول اللہ ﷺ سے محبت اور موئے مبارک کی برکات

حضرت فقیر اللہ شاہ علویؒ کو حضور اکرم ﷺ کے ظاہری دیدار والی نسبت بھی حاصل تھی۔ خود فرماتے ہیں کہ

> "میں نے ذکر نفی اثبات سے پاک کی نسبت آنحضرت ﷺ سے بغیر کسی واسطہ کے ظاہری طرح حاصل کی۔ ایک دفعہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو شکار پور کی اپنی جامع مسجد میں رکن یمانی کے قریب دیکھا کہ آنحضرت دیوار کو ٹیک لگائے مشرق کی جانب روئے مبارک کئے تشریف فرما تھے۔ اور میں ان ﷺ کے گھٹنوں کے بیچ میں بیٹھا ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے لا الٰہ الا اللہ (نفی اثبات) کی تلقین کی۔"

آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ:

> "میں نے رسول اللہ ﷺ سے جلال آباد کے پسگر دائی حصارک میں قرآن مجید کی قرآت سنی جب کہ آپ ﷺ نماز میں تھے" (قطب الارشاد، ص ۵۴۷)۔

حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس موئے مبارک بھی تھا۔ جس کی برکت اور کرامت کا ذکر انہوں نے اپنے مکتوبات میں تفصیل سے کیا ہے۔ اُن میں سے کچھ کا

تعلق صرف شکار پور سے ہے، اس لئے: واقعات تحریر کئے جا رہے ہیں۔ وہ خود رقمطراز ہیں کہ "جب سے موئے مبارک میرے ہاتھوں میں آیا ہے میں نے کبھی بھی کوئی دُکھ یا مشکل وقت نہیں دیکھا۔ یہ میرے لئے ظاہری اور باطنی طور پر ہمیشہ بھلائی اور خیر و برکت کا سبب بنا ہے۔ اس موئے مبارک کے کافی خَوارق عادات کے جدید فائدے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ شکار پور میں آگ لگی۔ نصف شہر یا اس سے کچھ کم حصہ جل کر راکھ ہو گیا۔ موئے مبارک کی برکت کی وجہ سے آگ فقیر کے گھر کی طرف نہیں بڑھی۔ آگ جب بہت بھڑک اٹھی اور آسمان سے باتیں کرنے لگی، ہوا بھی آگ کی طرح گرم ہو گئی تو ہم موئے مبارک والے گھر کی طرف روانہ ہوئے، اُس گھر کے چاروں اطراف تیز گرم ہوا تھی مگر ہم نے گھر میں معمولی حرارت بھی محسوس نہ کی، بلکہ آرام و فرحت سے رہے۔ انہی کرامتوں اور واقعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شکار پور شہر میں اکثر و بیشتر زمانہ کی گردشوں کا نزول رہا جس کی وجہ سے لوگ اپنا مال و متاع، زمینیں، اور جاگیریں چھوڑ کر چلے جاتے تھے، لیکن جب سے یہ موئے مبارک یہاں آیا تو لوگوں کے دل سے خوف نکل گیا۔ اور انہوں نے دوبارہ سکونت اختیار کرنا شروع کی۔ موئے مبارک کی برکت سے مصیبتیں اور تکالیف ختم ہوئیں۔ یہ بات بچوں اور بڑوں میں بہت

معروف و مشہور ہے۔ (مکتوبات، فقیر اللہ علوی، ص ۱۶۵-۱۶۹) صد افسوس کہ یہ موئے مبارک ۱۸۸۰ء میں چوری ہو گیا۔

اہل علم سے روابط

سندھ کے عالموں میں سے مخدوم محمد معین ٹھٹوی ؒ متوفی (۱۱۶۱ھ)، سید محمد موسیٰ شاہ گھوٹکی ؒ متوفی (۱۱۷۳ھ)، میر مرتضیٰ سیوستانی ؒ، مخدوم عبد الرؤف بھٹی ؒ متوفی (۱۱۶۶ھ)، ملا طیب ٹھٹوی ؒ، تاج محمد خوشنویس ٹھٹوی ؒ، محمد صلاح ہالا کنڈی ؒ، محمد یعقوب ہالا کنڈی ؒ، قبول محمد اور سید محمد وفا لکھوی ؒ وغیرہ سے آپ کے بہت زیادہ تعلقات تھے اور آپس میں خط و کتابت بھی رہتی تھی۔

آپ کے تلامذہ

حاجی صاحب کے شاگردوں میں سے راشد یہ خاندان کے جد اعلیٰ سید محمد راشد ؒ سجاد نشین (۱۱۷۰-۱۲۳۳ھ) اور سید محمد وفا لکھوی ؒ بہت زیادہ مشہور ہیں۔

طریقت میں کمال

حاجی فقیر اللہ شاہ علوی ؒ کو طریقت کے ۳۳ سلسلوں میں کمال حاصل تھا۔ جس کا ذکر انھوں نے اپنی کتاب "قطب الارشاد" میں تفصیل سے کیا ہے۔ آپ کی کرامات بہت زیادہ ہیں۔

آپ کی اولاد

آپ کی نرینہ اولاد کی تعداد سترہ تک ہے:

1. مولانا سراج الدین
2. مولانا فیض الحق
3. مولانا زین العابدین
4. مولانا مصلح الدین
5. مسیح العارفین مولانا حفظ اللہؒ
6. مولانا دین محمدؒ
7. مولانا اہل اللہؒ
8. مولانا فیض بخشؒ
9. مولانا دلیل الحقؒ
10. مولانا عبد اللہؒ
11. مولانا حاضر الحقؒ
12. مولانا نصیر الحقؒ
13. مولانا نور الدین حسنؒ
14. میر غیاث الدین محمدؒ
15. مولانا رفیع الحقؒ
16. محمد طاہرؒ
17. مولانا حامد الحقؒ

ان میں سے سات فرزندوں کی اولاد حال حیات ہے۔

وصال اور مدفن

اس صوفی بزرگ کا انتقال پر ملال شب اتوار ۳ صفر ۱۱۹۵ھ کو ہوا۔

آپ کے مزار مبارک پر کتبہ اس طرح سے ہے:

"ولی و غوث خدا حاجی فقیر اللہ شدہ بخلد مربع نشین الی الابد وفا مہ و شب و تاریخ و وقت سال وصال بگر سیوم صفر، نصف، لیل احد، سنہ ۱۱۹۵ھ۔"

آپ کی تصنیفی خدمات

آپ کے اشعار عربی، فارسی اور پشتو اور اردو میں موجود ہیں۔

آپ کی تالیفات مندرجہ ذیل ہیں:

1. براھین النجات من مصائب الدنیا والعرصات (عربي) درود شریف پر مبنی سات چیزوں پر مشتمل ہے۔
2. فتح الجمیل في مدارج التکمیل (عربي)۔
3. فیوضات الالاھیۃ (عربی) تصوف کے موضوع پر ہے۔
4. قطب الارشاد (عربی) آپ کی آخری تصنیف ہے، اس کا قلمی نسخہ اسلامیہ کالج پشاور کے کتب خانہ میں ۹۶۹ نمبر سے موجود ہے۔ یہ کتاب پہلے دو مرتبہ ۱۳۱۶ھ اور ۱۳۳۶ھ بمبئ سے چھپ چکی ہے۔ کتاب کا سن تالیف ۱۱۹۰ھ ہے۔ اب بھی یہ کتاب کافی مرتبہ چھپ چکی ہے۔
5. وثیقہ الاکابر (عربی)، یہ کتاب ۱۱۶۵ھ میں تحریر کی گئی ہے اس کا ایک قلمی نسخہ اسلامیہ کالج پشاور میں ۳۷۵ نمبر سے موجود ہے اور دوسرا نسخہ پیر اسحاق جان سرہندی مرحوم میر پور خاص کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اسناد پر ایک مکمل کتاب ہے۔

6. فتوحات الغيبية في شرح عقائد الصوفية (عربی)، اس کا ایک قلمی نسخہ مرحوم پیر حسام الدین راشدی صاحب کے کتب خانہ میں اور ایک کوئیٹہ کے چشموہ بزرگوں کے خاندان کے پاس ۱۱۸۱ھ کا تحریر شدہ نسخہ موجود ہے۔ تقریباً کلاں (بڑی) سائیز میں ۴۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ کو پروفیسر سید سعید اللہ پشاور یونیورسٹی نے ایڈٹ کر کے Ph.d کی ڈگری حاصل کی ہے۔

7. قصيدة المبرورة (عربی) تالیف ۱۱۶۲ھ، آنحضرت ﷺ کے حضور میں قلمبند کیا اور مقبولیت پائی۔ یہ قطب الارشاد میں ۵۲۴ صفحہ پر موجود ہے۔

8. بهجة المسرورة في شرح قصيدة المبرورة (عربي)، یہ قصیدہ مبرورۃ کی نحوی صرفی و معنوی شرح ہے۔ جس کو مولانا محمد عالم نے تحریر کیا ہے۔ اس کا ایک اصلی نسخہ پروفیسر حمید اللہ چمن، کالج کے پاس موجود ہے۔

9. کتاب الازہار فی ثبوت الآثار (عربی)، حضور اکرم ﷺ کے آثار مبارک کے متعلق ہے۔

10. منتخب الاصول (عربی) اصول فقہ میں ہے۔

11. مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی (عربی و فارسی) ایک جامع مختلف موضوعات پر کتاب ہے۔ جس کو آپ کے پر پوتے مولانا میر علی نواز علوی نے ۱۹۱۹ء میں لاہور سے طبع کروایا۔ عبد الحی حبیبی نے مکتوبات گذیدہ کے نام سے ان مکتوبات کا مختصر نچوڑ ۱۹۸۱ع میں کابل سے فقیر اللہ جلال آبادی کی دو صد سالہ برسی کے موقع پر شایع کروایا۔

12. طریق الارشاد في تکمیل المؤمنین و الاولاد (فارسی)، اس کا اصل ایک قلمی نسخہ پاکستان ایران کلچرل سینٹر اسلام آباد گنج بخش لائبریری میں موجود ہے۔ ۱۹۸۱ع میں وزارت اطلاعات و ثقافت افغانستان نے مایل ہروی کے مقدمہ و فہرست سے شایع کیا ہے۔

13. جواہر الاوراد (فارسی) اوراد کا نسخہ ہے، اس کے چند اوراق مختلف قلمی کتب خانوں میں موجود ہیں۔

14. محمود الاوراد پنجابی زبان میں محمود کچھی کے لئے تحریر کیا گیا۔ محمود کچھی آپ کے خلفاء میں سے تھے۔

15. فوائد فقیر اللہ، (پشتو) طب اور اوراد میں ۱۱۵۲ھ میں تحریر کیا گیا، اس کو بھی پروفیسر رشاد نے ۱۹۸۱ء میں افغانستان میں طبع کرایا۔

16. شرح قصیدہ بانت سعاد (فارسی)۔

17. ملفوظات ۳۳۲ صفحات کچھ عرصہ حافظ خان محمد کاکڑ کے پاس موجود تھی۔

18. ملفوظات و عملیات ۵۸۴ صفحات

19. مجربات اسراری اور رادو تعویذات (عربی)۔

20. تجوید العارفین (فارسی) (بحوالہ مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی ص ۱۰۰) اس کا ایک قلمی نسخہ جامع راشدیہ پیر گوٹھ خیر پور میں موجود ہے۔ ۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

21. کشف غطاء العین لرؤیۃ الاشارہ في التشہدین (عربی) بحوالہ البشارۃ لاہل الاشارۃ تالیف مولانا میر علی نواز علوی۔

22. فتاویٰ شاہ فقیر اللہ (دو جلد) عربی و فارسی بحوالہ بیاض جنگ مولانا میر حامد الحق علوی۔

23. کتاب الفقر (فارسی) پروفیسر حمید اللہ پرنسپل چمن کالج کے پاس ۱۳۵۴ھ کا تحریر کردہ نسخہ موجود ہے۔

24. دلائل النیرۃ فی المذاہب المتحیرۃ (فارسی) یہ دانشگاہ پنجاب میں ۴۹۹ نمبر سے موجود ہے۔

25. شرح ابیات مشکل مثنوی (فارسی) ۶۰۰ صفحات کی کتاب کا ایک نسخہ کابل یونیورسٹی میں اور ایک نسخہ ٹنڈہ سائیند اد میں سرہندی بزرگوں کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

26. کتاب جفر (فارسی) دانشگاہ پنجاب کے شیرانی مخطوطات میں ایک علم جفر پر کتاب ۱۱۷۲ھ فقیر اللہ بن عبدالرحمن کے نام سے ۲۱۱۵ - ۵۱۲۷ نمبر سے موجود ہے۔

27. شرح اسماء الحسنی (پشتو) ۱۹۸۱ع میں افغانستان سے طبع کی گئی۔

حوالہ جات

1. سروش فارسی، ۱۵ مارچ ۱۹۵۸ - آریانا، کابل جنوری - فروری ۱۹۶۸ مضمون شیخ فقیر اللہ حصار کی جلال آباد، پروفیسر عبدالحی حبیبی، ص: ا۔ ماہنامہ نئی زندگی، مضمون ترجمہ شفیع احمد علوی مئی ۱۹۵۸ء۔ تذکرہ صوفیاء سندھ، اعجاز الحق قدوسی، اردو اکیڈمی، کراچی۔
2. مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی مکتوب دوم صفحہ نمبر ۲۷۔
3. قطب الارشاد صفحہ نمبر ۲، فتوحات الغيبية في شرح عقائد الصوفية، ص: 1، براھین النجاۃ من مصائب الدنیا والعرصات ص: ۲۵ - مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی ص ۳، ۲۷، ۳۳، ۱۴۹، ۱۹۷، ۲۹۸
4. وثیقہ الاکابر، صفحہ: ۲–
5. قلمی بیاض، مخدوم محمد عاقل بن عبد الخالق عباسی کھہڑوی (وفات ۱۲۹۳ھ)۔
6. سروش فارسی، ۱۵ مارچ ۱۹۵۸ع۔ آریانا، کابل یونیورسٹی ۱۹۶۸ ع۔ ماہنامہ نئی زندگی، مئی ۱۹۵۸ع، مضمون ترجمہ شفیع احمد علوی۔ تذکرہ مشاہیر سندھ، اردو اکیڈمی کراچی ۱۹۷۵ع، ص:،:۱۹۰–
7. وثیقۃ الاکابر، ص: ۲، قطب الارشاد، ص ۴۴۵ سے ۶۴۴۔ مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی، ص ۳۱۶، ۳۱۸، ۳۱۹۔
8. ایضاً–

9. معیار سالکان طریقت، میر علی شیر قانع ٹھٹوی کا قلمی نسخہ برٹش میوزیم لندن میں (21,589,ADD) نمبر سے موجود ہے۔ (راقم کو یہ سطور پیر حسام الدین راشدی نے تحریر کیں تھیں جس کیلئے راقم ان کا مشکور ہے)۔

10. سروش فارسی، ۱۵ مارچ ۱۹۵۸ع ۔ آریانا کابل یونیورسٹی جنوری - فروری ۱۹۶۸ع - ماہنامہ نئ زندگی مئ ۱۹۵۸ع۔ تذکرہ مشاہیر سندھ ، مولانا اعجاز الحق قدوسی ، اردو اکیڈمی کراچی۔ ۱۹۷۵ء ص ۱۹۰۔

11. تحفۃ الکرام فارسی، جلد ۳ ص ۱۳۴–

12. جنگ نامہ: نور محمد گنجابی، مئ ۱۹۳۹ع، ص: ۴۴–۴۶، حاشیہ و تقریظ پروفیسر گنڈا سنگھ نے سکھ ہسٹری ریسرچ ڈپارٹمینٹ خالصا کالج امرتسر سے طبع کروا کے پیش کیا۔ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ قلات کے شاہی کتب خانہ میں موجود ہے اور دیگر نسخہ جات بھی مختلف اہلِ علم کے پاس موجود ہیں۔ (بحوالہ: بلوچستان میں فارسی شاعر، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، ۱۹۶۸ع، ص: ۵۳)۔

شکارپور کا علوی خاندان علمی اور ادبی میدان میں ایک خاص مقام و مرتبہ رکھتا ہے۔ حاجی فقیر اللہ علویؒ سے لیکر آج تک علوی خاندان میں کئی علماء، ادباء، فضلاء اور شعراء کے ساتھ ساتھ متعدد ماہرین تعلیم پیدا ہوئے ہیں۔ پروفیسر امین اللہ علویؒ بن نور اللہ علویؒ بھی اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ پاکستان کے اہل علم کے مابین دینی و مذہبی علوم کے ساتھ ساتھ علوی خاندان کی تاریخ پر مرجع کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت 5 اپریل 1943ء میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اور دینی تعلیم شکارپور سندھ میں حاصل کی۔ دینی تعلیم کے سلسلے میں اس وقت کے رائج نصاب میں سے ناظرہ قران مجید کے علاوہ عربی اور فارسی کی تعلیم بھی مکمل کی۔ میٹرک کا امتحان 1960ء میں گورنمنٹ ہائی سکول شکارپور جبکہ انٹر کا امتحان 1962ء میں پاس کیا۔ پاکستان کے قدیم اور مستند تعلیمی اداروں میں سے سندھ یونیورسٹی سے بی اے عربی کا امتحان 1966ء میں مکمل کیا۔ عالمی اداروں میں سے ریاض یونیورسٹی سعودی عرب سے پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ (P.G Applied Linguistics) سن 1978 میں مکمل کیا۔

سن 1967ء سے آپ نے بطور لیکچرر سرکاری ملازمت کی ابتدا کی۔ اس سلسلے میں آپ سی اینڈ ایس گورنمنٹ کالج شکارپور میں بطور لیکچرر 1967-1978، بطور اسسٹنٹ پروفیسر 1978 تا 1989ء، بعد ازاں سن 1999ء تک ایسوسی ایٹ پروفیسر اور بعد ازاں بطور پروفیسر خدمات سرانجام دیں۔ اس دوران کالج کی مختلف ذمہ داریوں میں سے بطور ماہر استاد، تحقیقی رہبر تعلیمی، تدریسی اور تحقیقی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ جبکہ سن 1996ء تا 2003ء تک بطور پرنسپل انتظامی سطح پر خدمات سرانجام دیں۔ 60 سال مکمل ہونے پر سن 2003ء میں اپنی ذمہ داریوں سے ریٹائر ہوئے۔ بعد از ریٹائرمنٹ آپ مختلف اداروں کے ساتھ تعلیمی سلسلے میں وابستہ رہے۔ اس سلسلے میں سندھ ٹیکنیکل بورڈ کراچی میں بطور سیکرٹری خدمات سرانجام دیں۔ آپ کا وصال 10 مارچ 2016ء میں ہوا۔ آپ کی تدفین کراچی سندھ میں کی گئی۔ آپ کی اولاد میں تین بیٹے (مطیع اللہ، نور اللہ عرف نعیم اللہ اور عبید اللہ) اور دو بیٹیاں ہیں۔

تعلیم و تدریس کے میدان میں خدمات پیش کرنے کے ساتھ ساتھ آپ نے تحریر، تصنیف اور ترجمہ کے میدان میں بھی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ آپ کے بیس کے قریب مقالہ جات مختلف علمی اور تحقیقی مجلہ جات میں شایع ہوئے۔ جن میں: **مختصر جائزو انگريزي جی شروعاتی دؤر جو سنڌي ادب**، ارشادات نبوی ﷺ تدوین اردو، Qurayshite Dialect (انگریزی)، حضرت حاجی فقیر اللہ علوی (اردو)، **قطب الفرد الحاج فقير الله علوی** (سندھی) سات حصوں میں الرحیم مجلہ میں طبع ہوا۔ **لکيءِ جا سيد: سنڌن فارسی کلام، سنڌ جو مشهور مؤرخ مير عطا محمد منشي، مولانا نبی بخش عودوی، ترجمو وثيقة الاكابر از سيد سعيد الله شاه، علامہ مخدوم محمد معين ٺٽوي، خواجہ حاجی محمد مستونگی، حضرت مولانا محمد اسماعيل عودوی، عجيب ۽ غريب نكات** (ماخوذ بیاض عبد الاحد بن حامد الحق بن شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری)، Haji Faqirullah Alvi، **شكارپور جا صوفياء كرام (هک مختصر جائزو)** ، **شكارپور جا كتب خانا، سنڌ ۾ قادری سلسلو ۽ سچل سرمست جو تاريخی تسلسل، شكارپور جا علمی ادبی خاندان،** اور **شكارپور جو بنياد** وغیرہ شامل ہیں۔